تحریک عدم تعاون

تحریک آزادی کی تاریخ میں 1920ء ایک تاریخ ساز سال رہا ہے۔ گاندھی جی جواب تک برٹش گورنمنٹ اور عوام سے ہر مرحلے میں تعاون کرتے رہے۔ اب انہوں نے اچانک گورنمنٹ سے عدم تعاون کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس فیصلہ نے رفتہ رفتہ تحریک کی شکل اختیار کرلی جسے آزادی کی تاریخ میں عدم تعاون تحریک کے نام سے جانا جاتا ہے۔

عدم تعاون تحریک کے دو تاریخی اسباب تھے۔ اول یہ کہ خلافت کے معاملے میں برٹش گورنمنٹ نے مسلمانوں سے وعدہ خلافی کی۔ دوسرے یہ کہ پنجاب کے واقعات خصوصاً جلیان والا باغ گولی کانڈ میں انگریزوں نے تحقیق کے لیے ہنٹر کمیشن قائم تو کیا لیکن لیپا پوتی کرکے واقعات کی نزاکت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ان واقعات کا گاندھی جی کے ذہن پر بہت زبردست اثر پڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ سے گاندھی جی کا اعتماد ختم ہوگیا اور انہوں نے مجبور ہوکر گورنمنٹ کے خلاف عدم تعاون تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔

27 رمئی 1920ء کو ہنٹر کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی جس میں ہندوستانی مظلومین کے مفادات کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا اور انگریزوں کے مظالم سے چشم پوشی کی گئی۔ رپورٹ کی اشاعت کے دو دنوں کے بعد 30 رمئی 1920ء آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ایک میٹنگ بنارس میں ہوئی جس میں سخت احتجاجی تجاویز منظور کی گئیں اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اہم قومی امور پر غور کرنے کے لیے کانگریس کا ایک خصوصی اجلاس بلایا جائے۔ مہاتما گاندھی کا ارادہ تھا کہ عام اجلاس میں قومی لیڈروں کے سامنے عدم تعاون تحریک کے اغراض و مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا جائے۔ چنانچہ 2 رجون 1920ء کو الہ آباد میں ایک خصوصی اجلاس بلایا گیا۔ شریک کار رہنماؤں نے اجلاس کے پروگرام کو منظوری دے دی۔ اجلاس کی تفصیلات تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ عدم تعاون تحریک کے پہلے مرحلہ کے طور پر اسکولوں، کالجوں اور عدالتوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔

ادھر آل انڈیا خلافت کمیٹی نے بھی گاندھی جی کی قیادت میں عدم تعاون تحریک میں شامل ہونے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اب عدم تعاون تحریک کا خاکہ پورے ملک کے سامنے پیش کردیا گیا اور یکم اگست 1920ء کو گاندھی جی نے اس تحریک کا باضابطہ آغاز کیا۔ اس سلسلے میں گاندھی جی اور علی برادران نے پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا اور عوام کے سامنے تحریک کی تفصیلات پیش کیں اور تحریک کی حمایت میں رائے عامہ تیار کیا۔ عدم تعاون تحریک پر عمل کرنے کے لیے صوبائی کانگریس کمیٹیوں سے بھی رائے مانگی گئی تھی۔ سبھی کمیٹیوں نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے فیصلوں کی تائید تحریری طور پر کردی۔ برٹش گورنمنٹ کو اس کی غلطی کا احساس دلانے کے لیے ستمبر 1920ء میں کلکتہ میں کانگریس کا ایک عام اجلاس بلایا گیا۔ اس اجلاس میں ہنٹر کمیشن کی ایک طرفہ رپورٹ پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا اور برٹش گورنمنٹ کی ہٹ دھرمی والی پالیسی پر عوام کی ناراضگی اور عدم تعاون تحریک کے تعلق سے تجاویز پیش کی گئیں اور ہنٹر کمیشن کی رپورٹ کو ناقابل قبول قرار دے دیا گیا۔ تجاویز پر گرما گرم بحث شروع ہوگئی اگرچہ اکثریت نے تحریک کی حمایت میں رائے دی لیکن اس اجلاس میں بعض کانگریسی عدم تعاون تحریک کے مخالف بھی تھے۔ چنانچہ ان مخالفین نے تحریک عدم تعاون کی تجویز کی مخالفت بھی کی۔

قرارداد میں مزید یہ بھی کہا گیا کہ مخالفت کے باوجود ہندوستانی عوام کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ گاندھی جی کی عدم تعاون پالیسی کو اختیار کیا جائے تاکہ برٹش گورنمنٹ کی غلطیوں کا ازلہ کیا جائے اور سوراج قائم کیا جائے۔ عدم تعاون تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لیے درج ذیل اصول طے کیے گئے:

1. خطابات و اعزازات لوٹائے جائیں اور مقامی اداروں کے ممبران استعفیٰ دیں۔
2. حکومت کے دربار میں شرکت نہیں کی جائے۔
3. طلبہ کو سرکاری اسکولوں سے ہٹایا جائے۔
4. وکیل اور مدعی برطانوی عدالتوں کا بائیکاٹ کریں۔
5. فوجی کلرک اور مزدور اپنی خدمات کا بائیکاٹ کریں۔
6. اصلاح شدہ کانسلوں سے امیدوار اپنی امیدواری واپس لیں اور ووٹر ووٹ نہ دیں۔
7. غیر ملکی اسکولوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ سودیشی کپڑوں کا استعمال کیا جائے اور اگر یہ کپڑا نہ ملے تو گھر گھر

چرخے کو رواج دیا جائے۔

مہاراشٹر اور بنگال صوبے کو چھوڑ کر پورے ملک سے عدم تعاون تحریک کو حمایت حاصل ہوئی۔ مذکورہ بالا اصولوں پر سختی سے عمل کیا گیا خصوصاً ملک کے نوجوان طبقہ نے تحریک کو جوش و خروش کے ساتھ اپنا عملی تعاون پیش کیا۔

1924ء میں ملک کی تمام علاقائی پارٹیوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے گاندھی جی اور جواہر لال نہرو نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ملک کے مفاد میں اور جلد آزادی حاصل کرنے کے مقصد کے پیش نظر عدم تعاون تحریک کو معطل کر دیا جائے۔

مشقی سوالات

1. تحریک عدم تعاون کی نوعیت پر اظہار خیال کیجیے۔
2. عدم تعاون تحریک کی روشنی میں گاندھی جی کی شخصیت کا جائزہ لیجیے۔

اپنی تنظیم کا ایک طویل میٹنگ کیا۔ اس تنظیم کا نام بدل کر سوشلسٹ ری پبلکن آرمی نام رکھا گیا۔ اس جماعت کے افسر اعلیٰ چندر شیکھر آزاد تھے جن کی برطانوی پولس کو شدت سے تلاش تھی۔ آخر کار وہ پولس کے ہاتھ لگے اور پولس سے مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔ اب اس جماعت کا صدر دفتر آگرہ میں منتقل ہوگیا۔ اسی سال لالہ لاجپت رائے کا پولس کی شدید مار کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔ اب بھگت سنگھ سوشلسٹ پارٹی کے روح رواں بن گئے۔ ایک انقلابی رہنما کی حیثیت سے پولس کو بھگت سنگھ کی تلاش تھی کیونکہ پولس کی نظروں میں بھگت سنگھ مفرور تھے۔

1928ء میں کانگریس کا اجلاس کلکتہ میں ہونے والا تھا۔ کلکتہ میں بھگت سنگھ باغی جماعتوں کے خفیہ دستے میں شامل ہوگئے۔ وہ ملک کو آزاد کرانے کے لیے ہتھیار بند بغاوت کے ذریعہ آخری کوشش کرنا چاہتے تھے۔ اسی دوران 8 راپریل 1929ء کو دہلی میں عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ بھگت سنگھ کی پارٹی سوشلسٹ ری پبلکن پارٹی کے دو ارکان اسمبلی ہال میں اجلاس کے دوران گھس گئے اور سرکاری افسران کی طرف دو طاقتور بم پھینکے، جس سے اسمبلی ہال تھرا اٹھا۔ بم پھینکنے والے بھگت سنگھ اور بی۔ کے۔ دت تھے۔ آخر ان دونوں کو گرفتار کرلیا گیا اور طویل مقدمہ کے بعد دونوں کو عمر قید کی سزا دی گئی اور دوسرے رکن جے۔ این سانیال بھی گرفتار کرلیے گئے۔

سردار بھگت سنگھ جیل میں بھی اپنی انقلابی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ جیل سے باہر کی دنیا کے لوگ بھی ان کی سرگرمیوں سے واقف تھے۔ چنانچہ انہیں پورے ملک کے انقلاب پسندوں کے بیچ کافی شہرت ومقبولیت حاصل ہوگئی۔ اب وہ ہندوستان میں انقلاب کی علامت بن چکے تھے۔ آخر کار 17 راکتوبر 1930ء کو ایک اسپشل ٹریبونل عدالت نے سکھدیو، شیورام راج گرو اور سردار بھگت سنگھ کو پھانسی کی سزا سنائی۔ عدالت کے اس فیصلے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔

دہلی، بمبئی، کانپور، الہ آباد اور بنارس وغیرہ مقامات پر بے شمار کامیاب جلسے ہوئے اور ان جلسوں میں سردار بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ عقیدت کا اظہار کیا گیا۔ آخر کار 23 رمارچ 1931ء کو سوموار کے دن صبح ساڑھے سات بجے بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کو پھانسی دے دی گئی۔

مشقی سوالات

1. ایک انقلابی کی حیثیت سے بھگت سنگھ کا جائزہ لیجیے۔
2. بھگت سنگھ کی پھانسی کے واقعہ پر روشنی ڈالیے۔